خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلا خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جماعت کو ہر طرح متحد اور متفق رکھا اور اسے پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍نومبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ حضرت المصلح الموعودؓ کا استحکام خلافت کے بارے میں ایک پیشگوئی کا تذکرہ۔

☆ دعا کریں اللہ تعالیٰ ایک باپ سے بڑھ کر مجھے آپ کی خدمت کی توفیق دے۔

☆ خدا تعالیٰ کی قسم میں آپ سے اس کے بدلہ میں کسی قسم کی توقع نہیں رکھتا

☆ دعا کرتے رہیں کہ جب میں دنیا کو چھوڑ کر اپنے ربّ کے حضور جاؤں تو سرخرو ہو کر اس کے حضور پہنچوں۔

☆ اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کا نشان مجھے عطاء کرے تا کہ میں آپ کے دکھوں اور تکلیفوں کو دور کر سکوں۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

میرا ارادہ تو ایک اور مضمون کے متعلق کچھ کہنے کا تھا لیکن گزشتہ رات میں ''الفضل'' کا ایک پرانا فائل ۱۹۱۴ء کا دیکھ رہا تھا تو میری توجہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر کے اقتباس کی طرف مبذول کی جس میں میں نے ایک زبردست پیشگوئی کو دیکھا جو ان گذشتہ چند دنوں میں پوری ہوئی۔ تب میں نے ارادہ کیا کہ اس مضمون کو چھوڑ کر میں اس پیشگوئی کے متعلق اپنے دوستوں کے سامنے کچھ بیان کروں۔ لیکن اس پیشگوئی کو سمجھنے کے لئے اس پس منظر کو جس میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی سمجھنا ضروری ہے۔ اس لئے مختصر طور پر میں ۱۹۱۴ء کے کچھ حالات بیان کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد بعض احمدیوں کی مرضی یا پسندیدگی کے خلاف جماعت احمدیہ ایک ہاتھ پر متفق اور متحد ہوگئی اور مجبوراً ان لوگوں کو بھی جن کی طرف میرا اشارہ ہے اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ احباب جماعت کی اکثریت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا اور انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

یہ پہلی خلافت تھی جو جماعت احمدیہ میں قائم ہوئی۔ یہ تھوڑا سا زمانہ جو پہلی خلافت کا تھا اس کو کسی نہ کسی طرح اس گروہ نے گزار دیا۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ان کے نزدیک یہ وہ موقعہ تھا جب وہ اپنی رائے کو جس طرح بھی ہو جماعت میں قائم کرنے کا امکان پاتے تھے۔ اس وقت اس گروہ نے یکے بعد دیگرے تین موقف اختیار کئے۔

پہلے تو یہ کہا کہ جماعت احمدیہ میں خلیفہ کا وجود ہی ضروری نہیں۔ خلافت ہونی ہی نہیں چاہئے۔ ان کے مقابلہ میں جماعت کی اکثریت کو (ایسی اکثریت جس میں یہ اکابر کہلانے والے یا اپنے کو اکابر سمجھنے

والے شامل نہ تھے) اور حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بے قراری، ایک بے چینی لاحق تھی اور ایک موت کی سی کیفیت نظر آتی ہے کہ یا اللہ! یہ کیا ہونے والا ہے۔ تو نے مسلمانوں کو خلافت کا وعدہ دیا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب تک قرونِ اُولیٰ میں خلافت قائم رہی مسلمان ترقی پر ترقی کرتے چلے گئے اور جب ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے خلافت کا انعام ان سے چھین لیا گیا تو اس کے بعد جو اسلام کی بادشاہت قائم ہوئی۔ وہ اس خلافت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھی۔ محض ہیچ تھی۔ اب پھر ہم پر اے خدا! تو نے انعام کیا تھا۔ تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منہاجِ نبوت پر مبعوث فرمایا جس کے متعلق تو نے خود فرمایا تھا کہ ان کے وجود میں اور آنحضرت ﷺ کے وجود میں ایک کامل مماثلت پائی جاتی ہے اور جو ایسا نہیں سمجھتا خود اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس وجود کے بعد سلسلہ احمدیہ میں خلافت قائم ہوئی۔ لیکن ابھی چھ سال نہیں گزرے کہ ایک گروہ کھڑا ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ خلافت کی ضرورت ہی نہیں۔

آپ (حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ) نے کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کی خوشامدیں کیں، بہتیرا سمجھایا کہ خدا کے لئے خلافت کی برکت کو مت ٹھکراؤ تم میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو جائے میں ذمّہ لیتا ہوں کہ میں اور میرے دوسرے دوست اور رشتہ دار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ وہ سب اس کی بیعت کر لیں گے اور پوری پوری اطاعت کریں گے۔

اس وقت حضور کے دل میں یہ لگن تھی کہ خلافت جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے نہیں نکلنی چاہئے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا اس سے کہ کون خلیفہ بنتا ہے اور کون نہیں بنتا۔ لیکن خلافت کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ ہی جماعت ترقی کر سکتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن سکتی ہے۔ لیکن کسی طرح بھی یہ لوگ اس طرف نہ آئے۔ جب آئے تو انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ اچھا کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو جائے لیکن اس کی بیعت جماعت پر لازمی قرار نہ دی جائے۔ یہ دوسرا مؤقف تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔ خدائے تعالیٰ کا تصرف ایسا تھا کہ اس قسم کی باتیں یہ لوگ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے منہ سے ہی ان کو جواب دے دیا تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر اسی قسم کا اعتراض کیا گیا تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ اخبار بدر ۳؍مارچ ۱۹۱۰ء میں چھپ چکا ہے۔

’’ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا حکم ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں‘‘۔

اسی طرح ۹؍جولائی ۱۹۰۸ء کے اخبار بدر میں جو ڈائری شائع ہوئی ہے اس میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ:-

’’کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتے ہیں تو اب علّامہ نورالدین کی بیعت کی کیا ضرورت ہے...... ہر شخص اپنی ذات کے لئے خود ذمہ دار ہے...... ہر ایک کو بیعت کے لئے خط لکھنا چاہیئے تا وہ اس فیض سے حصہ لے جو یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ میں مذکور ہے‘‘۔

مطلب واضح ہے کہ اگر تم خلافت کی بیعت نہیں کرو گے اور ویسے ہی اپنی چالاکیوں اور ہشیاریوں میں پڑے رہو گے تو پھر تمہیں وہ فضل حاصل نہیں ہوسکتا۔ جو یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اپنی رحمت کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی حفاظت کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی امان کا ہاتھ، خدا تعالیٰ اپنی برکتوں کا ہاتھ تمہارے سر پر سے اُٹھا لے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اس بات کے خواہش مند ہو کہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں اور اس کی برکتوں اور اس کی حفاظت اور اس کی امان کا ہاتھ تمہارے سروں پر رہے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ایک ہاتھ پر بیعت کر کے جمع ہو جاؤ۔

جب انہوں نے دیکھا کہ اس مسئلہ میں بھی اکثریت ہماری رائے کے خلاف، صداقت پر مضبوطی سے قائم ہے تو پھر انہوں نے تیسرا مؤقف اختیار کیا۔ اور وہ یہ کہ بے شک خلیفہ کا انتخاب کرو اور خلیفہ بنا لو۔ بے شک اس کی بیعت کو بھی لازمی قرار دے لو ہم بیعت کر لیں گے لیکن وہ خلیفہ صدر انجمن کا حاکم نہیں ہوگا بلکہ اگر تم نے خلیفہ بنانا ہی ہے تو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت خلیفہ مقرر کرو۔

یہ اس قدر مضحکہ خیز بات تھی کہ کوئی سمجھدار انسان اس کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہی نہ تھا۔ اس وقت جس تڑپ کے ساتھ، جس درد کے ساتھ، جس عاجزی اور انکسار کے ساتھ، جس علم وفراست کے ساتھ اس محاذ پر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جنگ لڑی اسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست بشارت آپؓ کو دی اور وہ یہ تھی کہ ہم تمہیں یہ توفیق دیں گے کہ تم خلافت کو جماعت احمدیہ میں اس قدر مستحکم کر دو گے کہ آئندہ اس قسم کا فتنہ جو مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت میں پیدا ہوا پھر کبھی پیدا نہ ہوگا۔ ۱۹۱۴ء میں آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ کتنی زندگی ہے۔ دس سال بیس سال پچاس سال باون سال کتنی دیر خلافت کرنی ہے۔ اس کے بعد کیا حالات ہوں گے۔ اپنے حالات کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ اور پھر اس کے بعد جو خلیفہ ہوگا وہ جب مرے گا تو اس کے بعد کیا حالات ہوں گے یہ بھی نہیں جانتے۔ یہ انسان کا کام نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم نہ دیا جائے۔ اس کے باوجود ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا ذرا غور سے سنیں:-

”اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں اب تفرقہ پڑ گیا ہے“۔

یہ جنگ ہو رہی تھی۔ یہ جھگڑا تھا کہ خلیفہ ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ خلیفہ ہونا چاہئے۔ اور ان لوگوں نے تو وقت سے پہلے ہی خلافت کے خلاف ٹریکٹ چھپوا کر رکھے ہوئے تھے جن کی اشاعت بعد میں کی۔ اس چیز کو دیکھ کر کہ یہ شماتت اعداء کا موجب ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میں اسلام کو تمام دنیا پر غالب کروں گا اور یہ غلبہ تین صدیوں کے اندر اندر تمہیں نظر آ جائے گا۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ حضورؑ کی وفات کے بعد ابھی چھ سال نہیں گزرتے کہ جماعت میں شدید تفرقہ پڑ گیا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی شخص ظاہری سامانوں کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جماعت زندہ بچ نکلے گی۔ تو آپؓ فرماتے ہیں کہ:-

> ”اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور یہ جلد تباہ ہو جائیں گے اور اس وقت ہمارے ساتھ زُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِيْدًا (الاحزاب: ۱۲) والا معاملہ ہے یہ ایک آخری ابتلا ہے۔ جیسے کہ احزاب کے موقعہ کے بعد پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے ایسے ہی ہم

پر یہ آخری موقع اور دشمن کا (آخری) حملہ ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے ہم کامیاب ہوں تو پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ بلکہ ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے احزاب (کے موقع) پر فرمایا تھا کہ اب ہم ہی دشمن پر حملہ کریں گے اور اسے شکست دیں گے اور دشمن کبھی پھر حملہ آور نہ ہوگا‘‘۔ ’’یہ آخری ابتلا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا‘‘۔

پہلے آپ نے فرمایا کہ دشمن اس لئے خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ یہ جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اب آپ فرماتے ہیں۔ کہ دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا۔ یعنی دشمن کو کبھی یہ دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔ کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ اور ان کی تباہی کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:۔

’’جنگیں تو احزاب کے بعد بھی ہوتی رہی ہیں لیکن پھر دشمن کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو۔ اسی طرح یہ آخری فتنہ ہے۔ پس تم دعاؤں میں لگ جاؤ۔ یہ فتنہ احزاب والا ہے جس طرح وہاں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حالت تھی وہی اب یہاں ہماری حالت ہے۔ اور جو اس وقت دشمن کی حالت ہوئی۔ وہی اب (ہمارے) دشمن کے ساتھ ہو گی۔ تمہیں چاہئے کہ تم آگے بڑھو اور دعا میں لگ جاؤ‘‘۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍ مارچ ۱۹۱۴ء مطبوعہ الفضل ۲۵؍ مارچ ۱۹۱۴ء)

آپ نے یہ پیشگوئی ۱۹۱۴ء میں کی تھی۔ کہ اس وقت ہمیں جماعت میں شدید تفرقہ نظر آتا ہے۔ اور شماتت اعداء کا باعث بن رہا ہے۔ اور دشمن خوش ہیں اور خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی اور جماعت احمدیہ کی ترقی کی تمام پیشگوئیاں غلط ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ جو جماعت اس طرح متفرق ہو جائے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور آپس میں اختلاف کرنے لگ

جائے ۔اور پراگندہ ہو جائے وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی ۔

لیکن حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت یہ بھی فرما دیا تھا، کہ تم دعاؤں میں لگ جاؤ ۔اور میں تمہیں بتاتا ہوں ۔کہ یہ خوشی دشمن صرف ایک دفعہ دیکھ سکتا تھا ۔اور وہ اس نے دیکھ لی ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرے گا ۔کہ دشمن تھوڑا بہت حملہ تو کرے گا ۔شاید تھوڑا بہت نقصان بھی پہنچا دے احمدیوں کو تکلیفیں بھی دے سکتا ہے ان سے ایثار اور قربانی کے مطالبے بھی اس کے مقابلہ میں کئے جاویں گے لیکن یہ تم کبھی نہ دیکھو گے ۔کہ ۱۴/مارچ ۱۹۱۴ء والا تفرقہ اور پراگندگی جماعت میں دشمن کو پھر نظر آئے ۔

اب جب خود آپؓ کا وصال ہوا ۔تو ہم اس کے بعد کے دنوں کے حالات کو دیکھتے ہیں ۔ ہر احمدی ایک موت کی سی حالت دیکھتا تھا ۔اللہ تعالیٰ نے ہر ایک احمدی کے دل میں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی اتنی محبت پیدا کی تھی اور پھر آپ کو احباب جماعت پر اس کثرت اور وسعت کے ساتھ احسان کرنے کی، ان کے غموں میں شریک ہونے کی، ان کی خوشیوں میں شامل ہونے کی، ان کی ترقیات کے سامان پیدا کرنے کی کوشش کرنے کی اس قدر توفیق دی تھی کہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ گویا آج میری ہی موت کا دن ہے ۔بعض احمدی حضور کی اس بیماری کے دوران اپنی کم علمی کی وجہ سے، بعض نادانی کی وجہ سے، بعض کمزوری کی وجہ سے اور شاید بعض شرارت کی وجہ سے بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے جو ہمارے کانوں میں بھی پڑتی تھیں کہ گویا جماعت میں بڑا تفرقہ پیدا ہو چکا ہے لیکن یہ باتیں اس وقت سے پہلے تھیں ۔ جب اس موہومہ تفرقہ نے اپنا چہرہ دنیا کے سامنے دکھانا تھا پس وہ وقت آیا ۔تو وہ لوگ جو یہاں تھے وہ گواہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک شخص شاہد ہے اس بات کا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیجی ہے ۔اور اس نے جماعت احمدیہ پر قبضہ کر لیا ہے اور جس طرح گڈریا بھیڑوں کو گھیر لیتا ہے ۔اسی طرح اس فوج نے ہم سب کو گھیرے میں لے لیا ہے ۔اور کہا کہ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے ۔کہ ہم تمہیں بھٹکنے نہ دیں ۔اس وقت کسی کے دماغ میں یہ خیال نہ تھا کہ کون خلیفہ منتخب ہوتا ہے یا کون نہیں ۔لیکن ہر دل یہ جانتا تھا ۔کہ خلافت قائم رہے گی اور خلیفہ منتخب ہو گا ۔اور خلافت کی برکات ہم میں جاری وساری رہیں گی ۔

چند دن پہلے ہماری ایک احمدی بہن نے خواب دیکھی ۔ غالباً حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے دو دن یا تین دن پہلے کی بات ہے ۔یعنی اس شام سے پہلی رات جب یہاں اجتماعی دعا ہوئی ہے

اس بہن نے خواب یہ دیکھی کہ مسجد مبارک میں بہت سے احمدی جمع ہیں اور بڑی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کر رہے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب میں نے مغرب کی طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ سینکڑوں، ہزاروں فرشتے سفید لباس میں ملبوس بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتے چلے آ رہے ہیں اور وہ دعا کرنے والے انسانوں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں اور اس طرح اپنے ربّ کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرنے لگ گئے ہیں۔

اس دن تو ہم نے یہ خیال کیا کہ اگر خدا چاہے۔ اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے تو وہ حضور کو صحت عطا کر سکتا ہے۔ وہ بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔ چنانچہ یہاں اجتماعی دعا کا انتظام کیا گیا۔ اور بڑی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی گئی۔

لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ جو نظارہ اس دن اس کو دکھایا گیا۔ وہ اس اجتماعی دعا کے وقت کا نظارہ نہ تھا۔ بلکہ اس شام کا نظارہ تھا۔ (مغرب کے بعد کا) جس شام کو مجلس انتخاب کے ممبر مسجد مبارک کے اندر مشورہ کر رہے تھے۔ اور بوجہ ممبر ہونے کے میں اور خاندان کے بعض دوسرے افراد بھی اس میں شامل تھے۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ اس کارروائی کا بیسواں حصہ بھی میرے کان میں نہیں پڑا۔ کیونکہ ہم لوگ پیچھے بیٹھے یہ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا! جماعت کو مضبوط اور مستحکم بنا۔ اور خلافت کو قائم رکھ! اور دل میں یہ عہد کیا تھا کہ جو بھی خلیفہ منتخب ہوگا۔ ہم اس سے کامل اتباع اور اطاعت کا حلف اٹھائیں گے اور جماعتی اتحاد اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ دیکھ کر خوشی خوشی ہم واپس جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہوا۔ اور ہمارا جو فرض تھا آرام کے ساتھ ہم اس سے سبکدوش ہو گئے۔

اس مسجد میں جو لوگ بھی اس اجلاس میں شامل تھے۔ میرا یہی احساس تھا کہ ان میں سے کوئی شخص بھی وہ نہ رہا تھا جو پہلے تھا۔ یعنی اس کے دماغ پر بھی اللہ تعالیٰ کا تصرف تھا۔ اس کی زبان پر بھی خدا تعالیٰ کا تصرف تھا نہ کوئی بحث ہوئی اور نہ ہی کوئی جھگڑا۔ سب ایک نتیجہ پر پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری کی کہ یہ آخری ابتلاء ہے۔ دشمن اس قسم کی خوشی پھر نہ دیکھے گا۔

چنانچہ بعض غیر مبائع اکابر کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ سچی بات یہی ہے کہ خلافت کے بغیر جماعت ترقی نہیں کر سکتی اور اگر حضرت خلیفہ اوّلؓ انتخاب خلافت کے متعلق اس قسم کے قواعد بنا جاتے جو حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت پر احسان کرتے ہوئے بنائے۔ تو پھر ۱۹۱۴ء والا تفرقہ پیدا ہی نہ

ہوتا۔

تو حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو جو اللہ تعالیٰ نے بتایا وہ ایک زبردست پیشگوئی تھی کہ ہم تجھے توفیق دیں گے۔ کہ تم جماعت کی تربیت ایسے رنگ میں کر سکو کہ جب تمہیں ہمارا ابلا وا آوے تو تمہیں یہ غم اور فکر نہ ہو۔ کہ جب میں اس گھر میں داخل ہوا تھا۔ تو اس وقت بھی ایک فتنہ تھا۔ اور جب میں اس گھر سے باہر جارہا ہوں تو اس وقت بھی ایک فتنہ چھوڑ کے جارہا ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی تھی۔ کہ جب تم اس دنیا کو چھوڑو گے تو یہ فتنہ کبھی پیدا نہ ہوگا۔ جس کو تم نے شروع میں دیکھا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں نے اپنا کام دکھایا۔ اور جماعت کو اس طرح متحد اور متفق کر دیا۔ کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مصرعہ کہا ہے۔ ’’ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا‘‘ یہ وہ نظارہ تھا۔ جو ہمیں اس وقت نظر آ رہا تھا۔ مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے لوگوں میں بھی اور باہر بیٹھے لوگوں میں بھی۔ ہر آدمی کی اپنی طبیعت، اپنا خیال، اپنی سوچ و بچار، اپنا فکر و تدبر ہوتا ہے لیکن وقت انتخاب وہ اپنا وجود کلیۃً کھو بیٹھے تھے اور کسی اور کی گرفت میں تھے۔ اور وہی کچھ کر رہے تھے جو خدا ان سے کروانا چاہتا تھا۔

تو اس طرح آپ دوستوں نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ سفارش کی کہ اس عاجز بندے (خاکسار ناصر احمد) کو وہ اگر پسند کرے تو آپ کا ایک خادم بنا دے اور خدا تعالیٰ نے آپ کی درخواست کو قبول کیا اور مجھے آپ کا خادم بنا دیا۔

اس معنی میں خادم کہ جس طرح باپ اپنے بچوں کی خدمت کرتا ہے یا جس طرح ماں اپنے بچوں کی خدمت کرتی ہے۔ ایک ماں اپنے بچے کے گُوہ کے پوتڑے بھی دھوتی ہے لیکن کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ وہ چوہڑی اور حلال خور ہے۔ ایک باپ اپنے بچے کو کندھے سے لگا کر جب اس کے پیٹ میں تکلیف ہو ساری رات ٹہلتا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسے سکون حاصل ہو اور وہ آرام سے سو جائے۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک مزدور ہے۔

تو آپ بھی دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک باپ سے بڑھ کر مجھے آپ کی خدمت کی توفیق دے۔ ایک ماں سے بڑھ کر آپ کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دے اور خدا تعالیٰ کی

قسم! میں آپ سے اس کے بدلہ میں کسی چیز کی توقع نہیں رکھتا فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (یونس: ۷۳) میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جن دینی کاموں میں آپ کا تعاون ضروری ہے ان کاموں میں آپ میرے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور اپنی دعاؤں میں ہمیشہ مجھے یاد رکھیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں گے کہ جب میں دنیا کو چھوڑ کر اپنے ربّ کے حضور جاؤں تو وہ مجھ سے ناراض نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے کہ میں سرخرو ہو کر اس کے حضور پہنچوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں آپ کے دکھوں اور غموں کو اپنی دعاؤں سے دور کر سکوں۔ میں تو انتخاب کے وقت سے ہی خاص طور پر یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا میری دعاؤں کو قبول کر!

چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے ہزاروں ایسے ہوں گے کہ چھوٹی یا بڑی تکالیف میں مجھے لکھیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے لئے دعا کریں۔ تو میری دعا یہ ہے کہ ایسے موقع پر میرا خدا مجھے شرمندہ نہ کرے۔ بلکہ اس ذمہ داری کے نبھانے کے لئے قبولیت دعا کی جو ضرورت ہے وہ قبولیت دعا کا نشان مجھے عطا کرے اس لئے نہیں کہ میں اس ذریعہ سے دنیا کے مال و اسباب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ میں آپ کے دکھوں اور دردوں اور تکلیفوں کو دور کر سکوں اور آپ کی ترقیات کی جو خواہش میرے دل میں پیدا کی گئی ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے سامان پیدا ہو جائیں اور (خدا کرے ہمارا یہ قافلہ اسی اتحاد اور اتفاق کے ساتھ دنیا کے تمام ملکوں میں، دنیا کے تمام شہروں میں اور ان شہروں کے ہر گلی کوچہ میں بڑھتا چلا جائے اور خدا تعالیٰ کا یہ منشاء پورا ہو کہ اسلام دنیا پر پھر غالب آ جائے گا)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(مطبوعہ الفضل مورخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۱ تا ۴)

☆......☆......☆